از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ
منبط و ترتیب : ادارۂ الحق

احساسِ گناہ کا فقدان

(خطبہ جمعۃ المبارک ۶ ر جمادی الاول ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)

وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ الَّذِیۡنَ اعۡتَدَوۡا مِنۡکُمۡ فِی السَّبۡتِ فَقُلۡنَا لَہُمۡ کُوۡنُوۡا قِرَدَۃً خٰسِئِیۡنَ (پ ۱، بقرہ)

اور تم خوب جان چکے ہو جنہوں نے کہ تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے دن تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل ــــ

محترم بزرگو ! امتوں میں گمراہیاں بہت ہیں اور گمراہی کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً بعض قوموں میں شراب نوشی موجود ہے جو بڑا گناہ اور گمراہی ہے۔ قتل مقاتلے، جھگڑے باہمی اختلافات بھی گمراہیاں ہیں۔ بے نمازی، خیانت چوری یہ سب گمراہیاں ہیں۔ مگر ان سب سے بڑی گمراہی جو خدا کے قہر و غضب کو کھینچتی ہے، وہ یہ ہے کہ گناہ کو گناہ نہ سمجھا جائے۔ بعض لوگ اپنے گناہ کو گناہ سمجھتے ہیں۔ جو شخص اپنے آپ کو مجرم و خطاکار سمجھے۔ لوگوں کی نظروں میں گنہگار ہو اور وہ خود بھی اپنے آپ کو گنہگار کہے۔ اس وقت تک عذاب عمومی اس پر نازل نہیں ہوتا۔ اور ایسے شخص کی اصلاح بھی ممکن ہے ــــ

ایک طالب علم جو کتاب نہیں سمجھتا مگر اپنے کو ناسمجھ تصوّر کرتا ہے، تو اس کا عالم بننا ممکن ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو جاہل سمجھ رہا ہے۔ آج بے شوق ہے، محنت نہیں کرتا، لیکن آخر ایک دن فکرمند ہو کر کام پر لگ جائے گا۔ وہ سوچے گا کہ علم کی خاطر گھر اور وطن چھوڑا ہے، اب وقت کیوں ضائع کردں، اور پڑھنے لگ جائے گا۔ کیونکہ اس کا اپنے متعلق ناسمجھ ہونے کا عقیدہ ہے۔ مگر جو شخص خود کو سب سے اچھا اور سمجھدار گمان کرتا ہو تو اس کا عالم بننا ناممکن ہے اور اسکی اصلاح مشکل ہے ــــ

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند ——— درجہل مرکب ابدالدھر بماند

ایسا ہی گنہگار کا حال ہے، وقت گزرا، نماز نہ پڑھی، مگر ندامت محسوس کی تو آخر ایک نہ ایک

دن پڑھنے لگے گا۔ تو ایسے شخص کی اصلاح کسی نہ کسی وقت ممکن ہے، کیونکہ وہ خدا کے سامنے روکر تائب ہو جائے گا، مگر جو آدمی سر سے پاؤں تک گناہوں میں غرق ہو، مگر اپنے کو گنہگار ہی نہ سمجھے، ہفتہ، مہینہ، سال، جمعہ، عید گزر جائے، رمضان آئے اور گزر سے مگر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے کا خیال تک نہ آئے اور نہ ترک صلوٰۃ پر اُسے ندامت ہو، ایسے شخص کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے۔؟ اب تو وہ حالت ہے جسکی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل کی حدیث میں اشارہ فرمایا:

اذا رایت شحًا مطاعًا وھوی متبعًا واعجاب کل ذی رای برایہ۔ الخ (اوکما قال)

ترجمہ:۔ کہ بخیل کی پیروی اور خواہشات کی تابعداری اور ہر شخص کو اپنی رائے پر گھمنڈ پیدا ہو۔ تو ایسی صورت میں عوام کی اصلاح ناممکن ہو جاتی ہے۔ اپنے نفس کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔

آجکل لوگ بخل سے کام لیتے ہیں۔ اور ناجائز بچت کرتے ہیں۔ جب یہ نظریہ ہو کہ بچت ہو تو کمال اس میں ہے کہ ہر چیز میں جائز بچت کی جائے۔ حج، زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر جو فرض ہیں، ان کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ بچت کے لئے حج، زکوٰۃ و عشر کی ادائیگی سے گریز کرنا، مخلوق کی ہمدردی اور خدا کی راہ میں بخل سے کام لینا، اور ناجائز طریقہ سے مال جمع کر کے فخر کرنا ٹھیک نہیں۔

دھوی متبعًا — دل نے چاہا تو سینما گیا، میلہ میں شریک ہوا۔ چاہا تو جھوٹ بولا۔ گویا جو خواہش پیدا ہو، اسے پورا کرے اور خود کو حق پر سمجھنے لگے، خواہش کی اتباع اور پیروی میں کوشاں ہو۔ ایسے وقت میں اصلاح مشکل ہو جاتی ہے — تو اپنے آپ کو سنبھالے رکھو۔ ہمارے جد امجد حضرت آدم نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو پہلے اللہ تعالیٰ نے جنت میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پہلے سے ان کو زمین کا خلیفہ بنانا مقدر تھا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ (بیشک میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) کہ وہ اس دنیا پر انتظام کو سنبھالے۔ اس کی اولاد میں سے کوئی زمینداری کرتا ہے کوئی باغبانی، کوئی تجارت کرتا ہے۔ اور کوئی صنعت اور کاریگری کر رہا ہے — اللہ کو منظور تھا کہ یہ نظام آدمؑ اور ان کی اولاد کے ہاتھوں میں ہو۔ یہاں بھی حکومت کی طرف سے زرعی کالج قائم ہیں، جن میں ہر فصل کی خاصیت اور اس کے محفوظ رکھنے اور بڑھانے کے طریقے بتلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو جنت میں تمام چیزوں کی تعلیم دلائی۔ جنت کے مکانات اور سب چیزوں کا معائنہ کرا دیا تاکہ زمین کا انتظام اسی طرز سے کرے — ان کے لئے جنت زرعی کالج تھا۔ خدا نے اسباب کا ایک سلسلہ قائم رکھا ہے۔ درحقیقت تو ایک پتہ بھی اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر نہیں ہلتا۔ مگر اسباب و مسببات کے درمیان ایک ربط اور تعلق قائم رکھا ہے۔ خداوند تعالیٰ آدمؑ کو بلا وجہ بھی جنت سے نکال سکتے تھے، کیونکہ

وہ مختار مطلق ہے ۔ مگر ابتدا سے ایک سلسلہ اسباب کا بنایا کہ "شجرہ" (درخت) سے کھانے کی ممانعت کر دی ۔ آدم علیہ السلام کی قسمت اور تقدیر میں تھا ، کھایا تو زمین پر بھیجے گئے ۔ آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو اللہ کے دربار میں روئے اور گڑگڑائے ۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ۔ اے خدا ہم نے اپنے اوپر زیادتی کی اگر تو ہم پر رحم نہ کرے تو خسارہ میں پڑ جائیں گے ۔۔۔۔۔۔ یہ نہ کہا کہ قسمت اور تقدیر میں ایسا تھا تو ایسا کیا ۔ اب مجھ سے مؤاخذہ اور باز پرس کیوں کی جاتی ہے ۔ بلکہ اپنے عجز اور قصور کا اقرار و اعتراف فرمایا ۔ اس کے مقابلہ میں ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے مجادلہ اور مخاصمت شروع کی ، حجت بازی کرنے لگا ۔ تو سب سے بڑا ملعون اور مردود ٹھہرایا گیا ۔ اس سے قبل اگرچہ شیطان فرشتوں کی جماعت میں شامل تھا اور کئی لاکھ سال اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مگر جب خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی تو گمراہ اور مردود ہوا ۔ مگر جب خدا نے تعمیل حکم نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنی گمراہی کے لئے تاویل شروع کی ، اعتراف عجز و قصور نہ کیا ، بلکہ گناہ پر اڑ گیا ۔۔۔

حضرت موسیٰؑ ایک دن مغموم و متفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ قوم کے ہاتھوں بڑی تکلیف اٹھائی ، اس سے قبل فرعون کے ہاتھ سے پریشان ہوئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ فرمایا ۔ کہ پوتے کی فکرمندی کی وجہ پوچھے ۔ ملاقات ہوئی ، حضرت موسیٰؑ نے ناز کے انداز میں شکوہ شروع کیا کہ باباجان آپ دانہ گندم نہ کھاتے تو ہم سب جنت میں آرام کی زندگی گزارتے ۔ اب ان تکالیف میں مغموم اور دشمن کے ہاتھوں پریشان رہتے ہیں ۔ حضرت آدمؑ نے کہا ۔ اے موسیٰؑ تم اولوالعزم پیغمبر ہو ، تمہیں معلوم ہے کہ تخلیق عالم سے ۵۰ ہزار سال قبل تورات جو لوح محفوظ میں لکھی گئی تھی اس میں لکھا تھا کہ آدمؑ دانہ کھا کر جنت سے نکالا جائے گا ۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا ۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا ہاں معلوم ہے پھر کہا اے موسیٰ جو مصیبت اور تکلیف بھی انسان کو پہنچتی ہے ۔ اللہ کے اذن اور تقدیر سے پہنچتی ہے ۔ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ۔ عالم بالا میں امور کا مدار اسباب پر نہیں ۔۔۔۔ اطباء ، حکماء اور بڑے بڑے ڈاکٹر جو صحت کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں ، وہ اسباب کے اختیار کرنے کے باوجود بیمار ہوتے ہیں اور مرتے ہیں ۔۔۔۔۔ تو حضرت آدمؑ نے اپنے کو تسلی دی اور تقدیر کے سپرد کر دیا ۔ مگر خداوند کریم نے جب استفسار فرمایا اور پوچھا کہ دانہ کیوں کھایا تو ان کو یہ جواب نہ دیا کہ میری تقدیر میں آپ نے مقرر کیا تھا ، بلکہ اعتراف قصور فرمایا اور گڑگڑانے لگے ۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ۔ بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد

یہاں تک کہ حضور اقدس کا واسطہ پیش کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کے واسطے سے میری بخشش فرما ۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت خواہ ہوئے، وجہ اور علت پیش نہ کی، اللہ تعالیٰ بندوں سے یہی چیز مانگتے ہیں۔ گناہ بندوں سے ضرور ہوتا ہے۔ پیغمبروں کے علاوہ سب غیر معصوم ہیں۔ لہٰذا خود کو معصوم سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ گناہ بھی کرے اور توبہ بھی نہ کرے، روئے بھی نہ، ندامت بھی محسوس نہ کرے تو یہ بہت بڑا جرم اور خطرے کی بات ہے ــ بلکہ آج اگر کسی سے کہیں کہ حرام مال کھایا، تو جواب دیتے ہیں کہ خنزیر کی گردن کے بال تھے وہ اکھاڑ دیئے ہیں۔ گویا الٹا مسلمان کو ذلیل کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں ــ جس کا مال کھایا اسے گالی بھی دی ــ جرم پہ جرم ــ

حضرت عمرؓ نے خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہوکر کہا کہ بیشک تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت احترام اور عزت کا مالک ہے۔ مگر ایک مسلمان کی عزت و احترام تجھ سے بھی زیادہ ہے ــ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص ایک مسلمان کو ذلیل کردے اور دوسری طرف تمام آسمانوں اور زمینوں کو بگاڑ دے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پہلا جرم بہت زیادہ ہے ــ مسلمانوں کو نقصان دینا، انہیں ہلاک اور برباد کرنا دنیا کی تباہی سے بڑھ کر جرم ہے ــ مسلمانوں کو مارنے والا، ان کا مال ناجائز طریقے سے کھانے والا، ان کی عزت و آبرو لوٹ کر مونچھوں کو تاؤ دینے والا مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ــ

حضور صلعم کا ارشاد ہے: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ۔ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان محفوظ ہو ــ مگر اب تو ایسا وقت آگیا ہے کہ لوگ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ابلیس بھی اس گھمنڈ سے تباہ ہوا کہ اس نے گناہ کو گناہ نہ سمجھا، گویا ابلیس نے یہ کہا کہ یہ تیرا حکم حکمت کے خلاف ہے (نعوذ باللہ) ــ خود کو حکمتی و فلسفی کہلانے لگا۔ کہ اس آدمؑ کی سرشت سے میری سرشت اونچی ہے۔ زمین مکدّر اور ثقیل ہے۔ اور آگ نورانی اور اوپر جلنے والی ہے، جو میری سرشت ہے ــ گمراہی کو گمراہی نہ سمجھا، ناروا کو روا کہا۔ تو اس کی اصلاح نہ ہو سکی ــ

الغرض ناجائز کو جائز کہنا۔ اپنے آپ کو گنہگار نہ سمجھنا سخت گناہ ہے۔ احساس گناہ کے بغیر اصلاح ممکن نہیں ہے۔ اور اصلاح کے بغیر کوئی قوم بھی عذاب سے بچ نہیں سکتی ــ اگر ایک شخص مریض ہے، اُسے مرض کا احساس ہو اور علاج کی طرف متوجہ ہو تو اس کی مرض زائل ہو سکے گی۔ لیکن اگر مریض کو مرض کا خیال بھی نہ آئے تو بالآخر یہ مرض اُسے ختم کر کے چھوڑے گی۔

اللہ پاک نے اس آیت مذکورہ میں اس طرف اشارہ کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک گاؤں تھا۔ اس کے باشندوں کو خدا نے ایک حکم دیا کہ فلاں دن عبادت کیلئے فارغ کرو۔ جس طرح مسلمانوں کیلئے یہ حکم ہے

کہ جمعہ کے دن اذانِ جمعہ کے بعد سے نمازِ جمعہ تک دنیا کے سارے کام حرام ہیں۔ سونا، کھانا، پینا سب ناجائز ہے۔ البتہ غسل کرنا، کپڑے بدلنا، وضو کرنا یعنی نماز کی تیاری کے مشاغل ادا کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مشاغل تا فراغ از نماز جائز نہیں۔

دوسری قوموں پر تمام دن کیلئے یہ مشاغل ممنوع تھے۔ صبح سے شام تک، جیسے اتوار انگریزوں کیلئے اور ہفتہ یہودیوں کیلئے کہ وہ سارا دن عبادت میں گزاریں ــــ

تو ـــ یہ لوگ سمندر کے کنارے ایک شہر کے باشندے تھے۔ ان کا محبوب مشغلہ مچھلی کا شکار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے امتحاناً اس دن شکار سے بھی انہیں منع کر دیا ـــ مگر اللہ کی شان کہ اس دن مچھلیوں کے غول کے غول سمٹ کر سمندر کے کناروں پر آجاتے اور دوسرے دن پانی کی گہرائی میں غائب ہو جاتے۔ ہفتہ کے دن مچھلیاں اتنی جمع ہو جاتیں کہ ہاتھ سے پکڑی جا سکیں۔ ادھر خدا کے حکم کی مخالفت، ادھر ان کا شوقِ شکار، عجیب آزمائش میں آگئے ـــ چنانچہ شیطان نے انہیں ایک سبق سکھلایا وہ تالاب بنا کر نالے کے ذریعے اس میں پانی لے آتے ـــ ہفتہ کے دن بند کھول دیتے، مچھلیاں بھی تالاب میں آجاتیں۔ پھر بند باندھ دیتے اور اتوار کے دن مچھلیوں کو تالاب سے نکال لیتے اور بعض جمعہ کے دن جال ڈال کر اتوار کو اٹھا لیتے، کوئی پوچھتا تو کہتے کہ ہم نے تو جمعہ اور اتوار کو شکار کیا ہے۔ تالاب والے بھی کہتے کہ تالاب میں مچھلیاں خود آئی ہیں، ہم نے تو صرف بند باندھا ہے ـــ خدا کا حکم توڑنے کیلئے یہ تدبیریں بنائیں۔ نیک لوگوں نے نصیحت کی کہ خدا سے دھوکہ نہیں چلتا، ایسا مت کرو مگر وہ منع نہ ہوئے، خدا تعالیٰ کا قہر جوش میں آیا اور وہ لوگ بندروں کی شکل میں مسخ ہوئے، خدا نے ان کو تین دن تک زندہ رکھ کر پھر ہلاک کیا۔

ـــ ہمیں چاہیئے کہ تدابیر اور حیلوں کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہ کریں ـــ اپنے آپ کو مجرم سمجھیں اور اپنے جرائم پر تائب و نادم ہوں ــــ

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہ کو گناہ سمجھنے اور توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔ اور ہمیں مغفرۃ تامہ نصیب ہو۔

واردین | یکم رمضان المبارک کو یوگوسلاویہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں تبلیغ پر جانے والے ایک تبلیغی وفد میں ضلع سلہٹ موضع پھول باڑی کے حضرت مولانا عبدالمتین صاحب مدظلہٗ دارالعلوم تشریف لائے جو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ دارالعلوم دیکھ کر نہایت متاثر ہوئے۔ رات کو انہوں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کی مسجد میں تقویٰ و احسان پر ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا ـــ۔